Al-Qawārīr - Vol: 04, Issue: 02,
Jan – Mar 2023

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

معاشرے میں مسلمان عورت کا بطور اہلیہ وماں کردار اور اس کی ذمہ داریاں

The Role and Responsibilities of Muslim Women as a Wife and Mother in the Society

Muhammad Hammad Atta
Ph.d Research scholar, Institute of Islamic Studies,
University of the Punjab, Lahore
Abdul Rehman Sajid
Ph.d Research scholar, Institute of Islamic Studies,
University of the Punjab, Lahore

Version of Record
Received: 10-Jan-23 **Accepted**: 01-Feb-23
Online/Print: 20- Feb -2023

ABSTRACT

Allah SWT created Ādam (A.S.) as the first human being. After their creation, He created Mother Ḥawa (peace be upon them) from their rib and established a relationship between them. Thus, the first relationship established in mankind is the relationship between husband and wife. After that, the relationship that Allah created among human beings is the relationship between parents and children. As Allah SWT said in the Qur'ān in the first verse of Sūrah al-Nisā' From this verse, it is known that the first relationship among humans is husband and wife and then parents and children. While the rest of the relationships came into being gradually after that. This is the reason why in a man's life his wife and mother play an important role. Men as well as women have an important role in the society which cannot be overlooked. The important unit of society is the family, which also begins with these relationships (husband and wife and parents and children). Therefore, in this paper, the roles and responsibilities of Muslim women as wives and then as mothers will be discussed in the society. In the paper, narrative research method will be adopted.

Keywords: *Society, Wife, Mother, Role, Responsibilities.*

CC BY

تمہید

اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ ان کی تخلیق کے بعد ان کی پسلی سے اماں حوا علیہ السلام کو پیدا فرما کر ان کا آپس میں تعلق قائم فرمایا۔ اس طرح بنی نوع انسان میں سب سے پہلا قائم ہونے والا رشتہ خاوند اور بیوی کا رشتہ ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں جو رشتہ بنایا وہ والدین اور اولاد کا رشتہ ہے جیسا کہ سورۃ النسآء میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: " يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً "[1] اے لوگو! اپنے اس پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا اور اس سے اس کی بیوی پیدا کی اور ان دونوں سے بہت سے مرد و خواتین پھیلا دیے۔ اس آیت کریمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں میں سب سے پہلا رشتہ میاں و بیوی اور اس کے بعد والدین و اولاد کا بنا۔ جبکہ باقی رشتے اس کے بعد آہستہ آہستہ وجود میں آئے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مرد کی زندگی میں اس کی بیوی اور ماں کا اہم کردار ہے۔ معاشرے میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کا بھی اہم کردار ہے جس سے کسی صورت صرف نظر ممکن نہیں ہے۔ معاشرے کی اہم اکائی خاندان ہے جس کا آغاز بھی انہی رشتوں (میاں و بیوی اور والدین و اولاد) سے ہی ہوتا ہے۔ اس لیے اس مقالہ میں معاشرے میں مسلم خواتین کے بطور اہلیہ و ماں، کردار اور ذمہ داریوں پر بحث کی جائے گی۔ اس مقالے میں بیانیہ انداز تحقیق اختیار کیا جائے گا۔

معاشرے میں مسلم خاتون کا بطور اہلیہ کردار اور ذمہ داریاں

ایک معاشرے میں خاتون کا کردار ہر اعتبار سے اہمیت کا حامل ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں جس میں بطور بیوی، ماں، بیٹی اور بہن وغیرہ شامل ہیں۔ خواتین کے بطور بیوی معاشرتی کردار میں معاشرے کی تطہیر و ترقی، معاشرتی امن و سکون، معاشرے میں نیکی کا فروغ اور خاوند کی ہدایت وغیرہ شامل ہیں۔ ایک معاشرے کی اخلاقی ترقی و تنزلی میں بھی عورت اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ ذیل کی سطور میں ان امور کی وضاحت کی کوشش کی جائے گی۔

خاوند کی راحت کا خیال کرنا

ایک عورت بطور بیوی معاشرہ کی تطہیر و ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ اس کی ایک صورت خاوند کی راحت اور اس کے سکون کا خیال کرنا بھی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خاوند کی راحت اور آرام و سکون کو بیوی کی تخلیق کا مقصد بتایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ

ہے: " هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا "[2] ((اللہ تعالیٰ) ہی وہ ذات ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا (بیوی) بنایا تا کہ وہ اس سے آرام اور سکون حاصل کرے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے زوج سے آرام و سکون حاصل کرنے کو ذکر کیا ہے۔ اس میں جسمانی و ذہنی ہر طرح کا آرام و سکون شامل ہے۔ اگر بیوی اپنے خاوند کے ہر طرح کے آرام و سکون کا خیال رکھے گی تو اس سے مرد کو راحت کا احساس ہو گا۔ یوں انسان کسی اور کی طرف متوجہ نہیں ہو گا جس سے معاشرے میں بہت سی برائیوں کے محرکات کا قلع و قمع ہو جائے گا اور معاشرے میں امن و سکون پیدا ہو جائے گا۔ ہم معاشرے میں اس بات کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ جب انسان کو آرام و سکون حاصل نہ ہو تو وہ راحت کے حصول کے لیے جائز و ناجائز ہر طرح کے راستے اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر انسان کو یہی راحت اس کے گھر میں مل جائے تو انسان نشہ آور اور دیگر غلط راستوں کا راہی بننے سے گریز کرے گا جس سے معاشرے میں امن و سکون کی فضا پیدا ہو سکتی ہے۔ اس امن و سکون کی فضا قائم کرنے میں بیوی کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے۔

خاوند کے رازوں کی حفاظت کے ذریعے

اللہ تعالیٰ نے مرد و زن کو ایک دوسرے کا ہم راز بنایا ہے۔ اس رشتے کی نزاکت اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں "هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَ أَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ "3 وہ تمہارے لیے اور تم ان کے لیے لباس ہو۔ لباس کے مقاصد میں سے ایک مقصد عیوب کی پردہ پوشی بھی ہے۔ اگرچہ اس سلسلے میں مرد بھی بعض اوقات سستی کا شکار ہو جاتے ہیں لیکن خواتین میں یہ معاملہ قدرے زیادہ ہے۔ وہ اپنے خاوند کی ناشکری کرتے ہوئے کبھی کبھی ایسی بات اپنی زبان سے ادا کر بیٹھتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے منافی ہے۔ ان باتوں کا علم جب خاوند یا اس کے گھر والوں کو ہوتا ہے تو بسا اوقات معاملات بگڑ جاتے ہیں۔ کبھی کبھی تو طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے جس کے نتیجہ میں زندگی بھر کی دشمنی شروع ہو سکتی ہے۔ اگر اس عادت پر قابو پا لیا جائے اور اس آیت کے حقیقی معنی و مفہوم کو سمجھ لیا جائے تو ان معاشرتی مسائل سے نمٹا جا سکتا ہے اور ان امور میں جن وسائل کا ضیاع ہوتا ہے ان کو معاشرے کی بہتری کے لیے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

دینی فہم

معاشرے کی بہتری کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین دار بیوی کے انتخاب کی ترغیب دی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَلِجَمَالِهَا،

وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ"[4] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت سے چار وجوہات اس کے مال، اس کے حسب (یعنی اس کے خاندان)، اس کے حسن اور اس کے دین کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں پس تو دین والی کے ساتھ کامیاب ہو جا۔ اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین داری کو فوقیت دینے کی ترغیب دی ہے۔ ایک دین دار عورت ہر معاملے میں دین کو مقدم رکھے گی جس کی وجہ سے وہ ہر اس کام سے بچے گی جس کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔ وہ اپنے خاوند کے حقوق کا خیال رکھے گی اور اپنے رب تعالیٰ کے احکام کے ساتھ خاوند کے احکامات پر بھی برضا و رغبت عمل کرے گی۔ ایسی عورت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی بہترین متاع قرار دیا ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ اپنی "الجامع الصحیح" میں نقل فرماتے ہیں:

> " **عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ**"[5]
>
> عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دنیا متاع (سازوسامان) ہے اور دنیا کا بہترین متاع نیک عورت ہے۔ جب نیک عورت بیوی کی صورت میں انسان کو مل جائے تو خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری کرے گی جو اس کی خوشی کا باعث بھی ہو گی۔

ہم معاشرے میں اس بات کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ جس انسان کو گھر میں بیوی کی طرف سے سکون حاصل ہو اس کے معاملات زندگی بہتر ہوتے ہیں۔ ایسا انسان معاملات کو اچھی طرح دیکھ، سمجھ اور پرکھ کر فیصلہ کرتا ہے۔ لیکن اگر گھر سے سکون میسر نہ ہو تو ایسا آدمی بات بات پر جھگڑا کرتا ہے، ذہنی دباو کا شکار رہتا ہے اور معاملات کو سلجھانے کی بجائے بگاڑ لیتا ہے۔ اس لیے دنیا کا بہترین متاع نیک بیوی ہے جو انسان جمع کرتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

> "**قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ مَا يُكْنَزُ؟ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ، وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ، وَإِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ**"[6]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں ایسی بہترین چیز کے بارے نہ بتاوں کہ جس کو ذخیرہ کر لیا جائے؟ وہ نیک بیوی ہے۔ جب اس کی طرف (خاوند) دیکھے تو اس کو خوش کر دے، جب اس کو حکم دے تو اس کی اطاعت کرے اور جب اس کے پاس موجود نہ ہو تو اس کی حفاظت کرے۔

ایسی بیوی اپنے فہم اور دینی تربیت کی وجہ سے اپنے خاوند کو راضی کر لیتی ہے۔

بیوی مرد کے لیے وسیلہ صراط مستقیم

انسان کے لیے بیوی صراط مستقیم کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے۔ جیسا کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ اپنی "السنن المجتبیٰ" میں روایت نقل کرتے ہیں: "عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: " تَزَوَّجَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ، فَكَانَ صِدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا الْإِسْلَامَ، أَسْلَمَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَبْلَ أَبِي طَلْحَةَ، فَخَطَبَهَا، فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ، فَإِنْ أَسْلَمْتَ نَكَحْتُكَ، فَأَسْلَمَ فَكَانَ صِدَاقَ مَا بَيْنَهُمَا"[7] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو ان کا حق مہر ان کا اسلام لانا تھا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔ انہوں نے ان (ام سلیم رضی اللہ عنہا) کو پیغام نکاح بھیجا تو انہوں نے کہا کہ وہ اسلام قبول کر چکی ہیں۔ اگر آپ اسلام قبول کر لیں تو میں آپ سے شادی کر لوں گی۔ انہوں (ابو طلحہ رضی اللہ عنہ) نے اسلام قبول کر لیا تو یہی ان کا حق مہر تھا۔ اس روایت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ایک بیوی نا صرف اپنے خاوند کو راہ راست پر لا سکتی ہے بلکہ وہ اس کو نیکی کے راستے پر چلا بھی سکتی ہے۔ جب مرد صراط مستقیم پر چلے گا اور نیکی کے امور کو سر انجام دے گا تو اس سے معاشرے میں خیر کا رواج ہو گا جس کا سہرا بیوی کے سر بھی ہو گا۔

خاوند کی نیکیوں کے اعتراف کے ذریعے:۔

یہ چیز انسان کی فطرت میں شامل ہے کہ اس کی نیکیوں یا خیر کا کاموں کا اعتراف کیا جائے یا اس پر انسان کو داد تحسین پیش کی جائے تو اس سے انسان میں نیکی کے کام کرنے کا مزید جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ اعتراف انسان کو کئی مصائب میں تقویت کا سبب بھی بنتا ہے۔ جیسا کہ پہلی وحی کے نزول کے وقت جب آپ ﷺ ڈر کے گھر تشریف لائے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی ڈھارس بندھائی جس سے نبی کریم ﷺ کا خوف بھی دور ہوا اور مزید خیر کے کاموں کا جذبہ پیدا ہوا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی "الصحیح" میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے: "فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ، فَدَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقَالَ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ، فَقَالَ لِخَدِيجَةَ وَأَخْبَرَهَا الخَبَرَ: لَقَدْ

خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي فَقَالَتْ خَدِيجَةُ: كَلَّا وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الكَلَّ، وَتَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ۔ الحديث"[8] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں (غار حرا) سے واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل کانپ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھادو، مجھے کمبل اڑھادو۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمبل اڑھادیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈر جاتا رہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ سنایا اور فرمانے لگے کہ مجھ کو اب اپنی جان کا خوف لاحق ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھارس بندھائی اور کہا کہ آپ کا خیال صحیح نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! آپ کو اللہ کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو اخلاق فاضلہ کے مالک ہیں، آپ تو کنبہ پرور ہیں، بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں، مفلسوں کے لیے آپ کماتے ہیں، مہمان نوازی میں آپ بے مثال ہیں اور مشکل وقت میں آپ امر حق کا ساتھ دیتے ہیں۔ بالآخر نبی کریم ﷺ نے اس نبوت کے کام کو سرانجام دیا تو اس میں ان کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھی اہم کردار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس سال ان کی وفات ہوئی اس سال کو عام الحزن (غم کا سال) قرار دیا گیا۔ اس طرح اگر بیوی اپنے خاوند کی معاونت کرے تو اس کے لیے نیکی کے کام کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ معاشرے کی تعمیر و ترقی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

خاوند کی امانت کی حفاظت کے ذریعے

بیوی اپنے خاوند کی چیزوں کی ذمہ دار ہے اور اس کی غیر موجودگی میں ان کی نگران ہے۔ اگر وہ اس میں غفلت کا شکار ہوتی ہے تو گناہ گار ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

> **"أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ: - وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ - وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"**[9]
>
> عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک راعی یعنی نگران ہے اور جو اس کی ماتحتی میں ہیں ان کے متعلق اس سے

سوال ہو گا۔ سید یعنی امام نگراں ہے اور اس سے سوال اس کی رعایا کے بارے سوال کیا جائے گا۔ آدمی اپنے گھر کا خیال رکھنے والا ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ اسی طرح ایک عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ خدمت گزار اپنے مالک کے مال کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ آدمی اپنے باپ کے مال کا بھی نگراں ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہو گا اور تم میں سے ہر شخص نگراں ہے اور سب سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔

اس حدیث میں بیوی کو اپنے شوہر کے گھر کی نگران بتایا گیا ہے۔ اگر خاتون اپنے شوہر کے گھر کی حفاظت کرے اور اس کی ہر چیز کو سنبھال کر رکھے جس سے خاوند مطمئن اور پر سکون ہو تو اس کی اپنے کام پر پوری توجہ مرکوز رہے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ خاوند اپنے کام پر مکمل توجہ کے ساتھ جتا رہے گا جس کے نتیجہ میں وہ معاشرے کے لیے مفید اور کارآمد انسان کے طور پر سامنے آئے گا۔ جب معاشرے کو مفید اور کارآمد افراد میسر ہوں اور وہ اپنی پوری تندہی کے ساتھ معاشرے کی عمارت اور ترقی میں اپنا کردار ادا کرتے رہیں تو یقیناً معاشرہ تیزی سے ترقی کرے گا۔ اس معاشرتی ترقی میں خاتون خانہ کا بھی اہم کردار ہو گا۔

معاشرے میں مسلم خاتون کا بطور ماں کردار اور ذمہ داریاں

معاشرہ افراد کے مجموعہ سے بنتا ہے اور افراد کی تیاری میں دیگر عوامل کے ساتھ ساتھ ماں کا اہم کردار ہوتا ہے۔ ماں کی اچھی تربیت افراد کو معاشرے کے لیے کارآمد افراد بنا سکتی ہے بصورت دیگر انسان معاشرے کے لیے ایک ناسور بھی بن سکتا ہے۔ اسی لیے ماں کے کردار کو اقوام کی تیاری میں اہم مقام حاصل ہے۔ ذیل کی سطور میں مسلم خاتون کے بطور ماں معاشرتی کردار اور اس کی ذمہ داریوں کے حوالے سے بحث کی جائے گی۔

بہترین افراد کے لیے بہترین ماں کا انتخاب

افراد کی تعلیم و تربیت میں ماں کا اس قدر اہم کردار ہے کہ شریعت اسلامیہ نے اس کو خاص اہمیت دی ہے۔ بہترین افراد کی تیاری میں ایک دین دار ماں کا اہم کردار ہوتا ہے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد کے لیے ایک دین کا فہم رکھنے والی ماں کا انتخاب کرنے کی ترغیب حکم کے انداز میں فرمائی ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:"" تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا،

وَلِجَمَالِهَا، وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ"[10] عورت سے چار وجوہات اس کے مال، اس کے حسب (یعنی اس کے خاندان)، اس کے حسن اور اس کے دین کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں پس تو دین والی کے ساتھ کامیاب ہو جا۔ ایک بیوی ہی کل کو ماں بنے گی اس لیے شریعت اسلامیہ نے پہلے ہی ایسی عورت کے انتخاب کی بات کی ہے جو دینی فہم کی حامل ہو تا کہ کل کو اولاد کی اچھی تربیت کر سکے۔ بچے اپنی ماں سے بہت زیادہ مانوس ہوتے ہیں اس لیے ماں کی شخصیت کا بچوں پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ بچہ نو ماہ تک ماں کے پیٹ میں رہتا ہے اس دوران ماں کے ہر کام کا اثر قبول کرتا ہے۔ اگر ماں اچھی اور با کردار ہو، صوم وصلوٰۃ کی پابند ہو تو یقیناً اس کا اولاد پر اچھا اثر ہو گا۔ اولاد بھی خیر اور نیکی کے کاموں کی طرف رغبت رکھے گی۔ اس لیے ہی ایک اچھی ماں ایک اچھی قوم کو بنا سکتی ہے جبکہ اس کے بالمقابل ایک ماں کسی قوم کی تنزلی میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

بچوں کی مذہبی تعلیم میں ماں کا کردار

ماں کو بچوں کی اولین درس گاہ قرار دیا جاتا ہے۔ ماں کا انسان کی تعلیم وتربیت میں اہم کردار ہوتا ہے۔ ماں اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت میں اس قدر موثر کردار ادا کرتی ہے کہ اس کے مذہب تک میں تبدیلی کر دیتی ہے۔ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی "**الجامع الصحیح**" میں نقل فرمایا ہے:

> "**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْيُنَصِّرَانِهِ، أَوْيُمَجِّسَانِهِ**"[11]
>
> ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ اپنی فطرت (اسلام) پر پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ اس حدیث مبارک سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ والدہ کا اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت میں اہم کردار ہے۔ اسی لیے تو وہ اس کو فطرت (اسلام) سے ہٹا کر دیگر مذاہب کا گرویدہ بنا دیتی ہے۔ ہماری بزرگ خواتین جب بچوں کو دودھ پلاتی تھیں یا ان کو سلاتی تھیں تو بچوں کو مختلف قرآنی سورتیں سناتی تھیں یا اس وقت اللہ تعالیٰ کے کسی نام کا ذکر کرتی تھیں۔ اس کے علاوہ صبح خود بھی جلدی اٹھتی تھیں اور اپنے بچوں کو صبح جلدی اٹھا کر نماز کی تلقین کرتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ اس وقت کے لوگوں میں نماز اور دین کی طرف رغبت کا عنصر زیادہ پایا جاتا ہے۔ آج کل کی بہت سی مائیں اپنے بچوں کی اس نہج پر تربیت نہیں کر رہیں بلکہ روتے بچے کو موبائل فون پکڑا دیتی ہیں۔ اس پر

مستزاد یہ کہ ان کو بعض اوقات مختلف رنگ ٹونز یا گانے چلا دیتی ہیں۔ کبھی بچہ خود بھی ان چیزوں کو چلا لیتا ہے۔ یوں بچوں کی تربیت کے انداز میں فرق کی وجہ سے اخلاقی و دینی انحطاط بھی ہمارے معاشرے میں آرہا ہے۔ اگر اس چیز کا اچھا استعمال کیا جائے اور بچوں کو تلاوت یا اسلامی چیزوں کو سننے کی ترغیب دی جائے تو یقیناً ان پر اچھے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس دینی ماحول کی وجہ سے بچوں میں قائدانہ صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں۔

اولاد کی صلاحیتوں کو جلا بخشنے میں ماں کا کردار

اپنی اولاد کو مضبوط بنانے میں ماں کا کردار بہت اہم ہے۔ ماں چاہے تو اپنی اولاد کو سخت کاموں میں مصروف رکھ کر ان کی ایسی تربیت کر سکتی ہے جس سے وہ نہ صرف مضبوط و قوی بن جاتے ہیں بلکہ معاشرے کے لیے بھی کارآمد بن جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ اسلام کے لیے اچھے سپاہی ثابت ہو سکتے ہیں۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھو زاد بھائی ہیں۔ ان کی والدہ ان سے سخت کام کرواتی تھیں جس کی وجہ سے یہ سخت جان بنے۔ ان کا ایک مرتبہ ایک آدمی سے مقابلہ ہوا جو نہایت قوی تھا۔ مقابلے کے درمیان حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو ایسی کاری ضرب لگائی کہ اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ اس شخص کے لواحقین نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ان کی شکایت کی اور معافی و معذرت کا مطالبہ کیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: "یہ مقابلہ تھا، ظاہر ہے کہ مقابلہ میں فریقین میں سے کسی ایک نے تو ہارنا تھا۔ اب تم یہ بتاؤ کہ تم نے زبیر رضی اللہ عنہ کو کیسا پایا بہادر یا بزدل؟" چنانچہ انہیں خاموش ہو جانے کے سوا کوئی اور بات نہ سوجھی۔ غرض ماں کی تربیت کے نتیجے میں نہ صرف حضرت زبیر رضی اللہ عنہ شجاعت و بہادری کے پیکر بنے بلکہ ان کی ماں کی تربیت نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ان فطری اوصاف کو مزید چمکا دیا جو قدرت نے انہیں عطا فرمائے تھے[12]۔

بچوں کی تربیت میں ماں کا کردار

ماں بچوں کی تربیت جس نہج پر کرنا چاہے کر سکتی ہے۔ وہ چاہے تو ان کی تربیت کر کے ان کو آپس میں پیار اور الفت سکھا دیں اور چاہیں تو ان کو جھگڑالو بنا دیں۔ قرون اولیٰ کی مائیں اپنی اولاد کو آپس میں الفت اور پیار کا درس دیتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بچے حضرت زینب و حضرت حسین رضی اللہ عنہما کھیلتے ہوئے باتوں ہی باتوں میں بطور ہنسی مزاح جھگڑ پڑے۔ جب ان کی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بچوں کو جھگڑتے دیکھا تو فوری طور پر انہیں قرآن مجید کی چند آیات کی تلاوت سنائی اور تنبیہ کے

انداز میں ہدایت فرمائی: "بچو! ہمیشہ یاد رکھو کہ لڑائی جھگڑا کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں، اس لیے آئندہ کبھی نہ لڑنا"۔ والدہ کی زبان سے یہ الفاظ سن کر دونوں بہن بھائی اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈر گئے اور انہوں نے آئندہ لڑائی نہ کرنے کا اپنی والدہ سے عہد کیا[13]۔

اگر ماں گھر میں ہر وقت لڑائی جھگڑے کا ماحول بنانے کی کوشش کرے گی تو اس کا اثر بچوں پر بھی ہو گا اور بچے لڑائی جھگڑے کے خوگر ہوں گے۔ اس کے برعکس جن گھروں میں لڑائی جھگڑے کی بجائے امن وسلامتی اور پیار والفت کا دور دورہ ہو ان کے بچے لڑائی جھگڑوں سے کوسوں دور بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس بات کا ماں پر بہت زیادہ انحصار ہوتا ہے کہ وہ بچوں کو معاشرے کا کیسا فرد بنانا چاہتی ہیں۔ آج کل اکثر مائیں اپنے بچوں کو لڑتے جھگڑتے دیکھتی ہیں لیکن ان کو لڑائی سے منع نہیں کرتیں یا منع کرنے میں خوب سختی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بچے بغاوت پر اتر آتے ہیں اور کئی نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس طرح وہ افراد جو نفسیاتی مسائل کا شکار ہوں جب معاشرے کا حصہ بنتے ہیں تو کئی معاشرتی مسائل کا باعث بنتے ہیں۔

بچوں کے مسائل کو سننا اور ان کی راہنمائی کرنا

ہم معاشرے میں اس بات کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ بچوں کو کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مسائل کے حل کے لیے بچے مختلف ذرائع اختیار کرتے ہیں۔ اگر والدین اور خاص طور پر ماں بچوں کے ان مسائل کے حل کی طرف توجہ دے تو بہت سے مسائل کا حل تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح والدین کو اپنے بچوں کے حلقہ احباب کا بھی جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرمان میں یہ بات واضح کی ہے کہ انسان اپنے ولی یعنی دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ مسند احمد میں روایت ہے

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلْ"[14]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، تم میں سے ہر ایک انسان کو چاہیے کہ وہ دیکھے کہ کس سے وہ دوستی کر رہا ہے۔

بچوں کے خود دوست بن جائیں تو ان کو بہت سی غلط راہوں سے بچایا جاسکتا ہے۔ اگر بچوں کے مسائل کو سن کر ان کو بروقت درست راہنمائی دی جائے تو ان میں صحیح راستے کے انتخاب اور اچھے فیصلے کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ ان کی یہ صلاحیت معاشرے کی بہتری میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

نتائج بحث

قرآن وسنت کی روشنی میں معاشرے کی کامیاب عورت کے اوصاف حسب ذیل ہیں:

1. اطاعت الٰہی، شوہر کی خدمت گزاری وفرمانبرداری، بھلائی کے کاموں میں مشورہ دینا، شرم وحیاء کا امین ہونا، سچ بولنا، صبر کرنے کرنا، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، عزت کی حفاظت کرنے والی ہو قرآنی معاشرہ عورتوں کو عزت اور اکرم سے نوازتا رہے، اسی وجہ سے "سورۃ النساء" کے نام سے پوری سورہ موجود ہے جو عورتوں کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔
2. سیکولرازم کا الزام ہے کہ اسلام نے عورت سے آزادی سلب کرلی ہے، حالانکہ حیاداری، شوہر کی خدمت، فہم وفراست اور معاملہ فہمی جیسے اوصاف کی حامل خواتین کا تذکرہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اس لیے ایسے بے بنیاد پروپیگنڈے کی کوئی خاص اہمیت نہیں۔ قدیم تہذیبوں میں عورت پر نحوست، معصیت، شیطان کی ایجنٹی جیسے الزامات لگائے گئے تھے لیکن عورت کی حیثیت اور مقام ومرتبے کے تعین میں اسلام نے باقی مذاہب کو بالکل پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ آج کا نام نہاد ترقی یافتہ طبقہ اس حقیقت کا ادراک کرچکا ہے اور اسلام سے زیادہ کوئی مذہب عورت کو حقوق نہیں دیتا۔
3. کیئریر کو بہتر بنانے کے نام پر عورت کو گھر سے نکال کر بازاروں کی زینت بنانے والا مغربی معاشرہ اضطراب کا شکار ہے۔ فل ٹائم مادر نامی تنظیمیں کام کرتے ہوئے گھریلو خواتین کی ذہن سازی کرتی ہیں کہ وہ گھر سے باہر نکلیں اور ان کی مالی امداد بھی کی جاتی ہے۔ جبکہ ان عورتوں کو مالی فوائد سے محروم رکھا جاتا ہے، جو اپنے گھر میں رہنے کو ترجیح دیتی ہیں۔
4. عیسائیت میں عورت سراپا فتنہ سمجھی جاتی تھی۔ عیسائی راہب عورت کے سائے سے بھی بھاگتے تھے۔ یہاں تک کہ ماں کے چہرے پر نظر ڈالنا معصیت سمجھا جاتا تھا۔ رہبانیت عورت کی نفرت پر مبنی ہے۔ اس کے برعکس اسلام نے عورت کو قانونی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی تشخص عطا کیا۔ ملکیت میں تصرف کا اختیار دیا۔
5. لباس کا اترنا حیا کی کمی کی دلیل ہے۔ لباس کا مقصد جسم کو سردی یا گرمی سے بچانا نہیں بلکہ ستر چھپانا ہے۔ ایسے حالات میں مسلم خواتین کی بے حجابی شرم وحیا کے فقدان کا نتیجہ ہے۔ قرآن مجید نے قرن اول کی عورتوں کے احوال ذکر کرکے مسلم

خواتین کی راہنمائی فرمائی ہے کہ اگر آج کی عورت اپنے اندر اوصاف کو پیدا کرے تو اسے بھی معاشرتی مقام حاصل ہو سکتا ہے اور وہ بھی مسلم خواتین کی طرح تاریخ کے اوراق میں زندہ رہ سکتی ہے۔

6. مسلم خواتین اگر حقیقی کامیابی حاصل کرنا چاہتی ہے تو وہ آزادی کے خوشنما نعرے لگا کر فحاشی اور عریانی پھیلانے کے بجائے قرآنی خواتین کے اوصاف کی تقلید کریں۔ارباب اقتدار کی طرف سے نصاب تعلیم سے غیر سنجیدہ اوراخلاق باختہ مواد نکالا جائے، حیاسوز غیر اخلاقی ڈرامہ کی جگہ اسلامی علوم وفنون پر مبنی پروگرامز دکھائے جائیں جن سے عوام الناس بالخصوص نوجوان نسل کی اخلاقی تربیت ہوسکے۔بے حیائی کی تشہیر کرنے والی ویب سائٹس پر پابندی عائد کی جائے۔بے حیائی کو فروغ دینے والے غیر اسلامی تہواروں پر پابندی عائد کرنی چاہیے جیسے ویلن ٹائن، ہولی وغیرہ، تاکہ مسلم خواتین میں بے راہ روی کم کی جاسکے۔

7. معاشرے میں مرد وعورت کے اہم کردار ہیں۔ان میں سے ہر ایک اپنے کردار کو پہچان کر اس کے ساتھ انصاف کرنے کی کوشش کرے تو معاشرہ بہترین بن سکتا ہے۔معاشرے میں خواتین کے کئی کردار ہیں جن میں سے اولین کردار جو اس کو تفویض ہوئے وہ بیوی اور ماں کے کردار ہیں۔ان دو کرداروں کی معاشرے کی ترقی و تنزلی میں بہت اہمیت ہے۔ایک بیوی اپنے خاوند کو راہ راست پر لانے یا اس سے ہٹھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔اگر وہ اپنے خاوند کو خیر اور اچھائی کے راستے پر چلنے میں اس کی مدد ومعاون بن جائے تو معاشرے میں امن وسکون کی فضا قائم کرنے میں معاونت مل سکتی ہے۔بصورت دیگر معاشرے میں بگاڑ کی لہر کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح ایک عورت جب ماں بنتی ہے تو اپنی اولاد کو معاشرے کا مفید عضو یا معاشرے کے لیے ناسور کی حیثیت اختیار کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔اچھی مائیں اچھے معاشرے تشکیل دیتی ہیں۔یہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق بھی ہے اور دنیا کے بہت سے دانشور بھی اس بات کے قائل ہیں۔اس لیے معاشرے کو بہتر بنانے میں ہر فرد کو اپنا اپنا حصہ شامل کرنا ہو گا تاکہ ہمارا معاشرہ ایک بہترین معاشرہ بن سکے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] النسآء1:4۔

Al-Nisā’, 4:1

[2] الاعراف189:7۔

Al-A’rāf, 7:189

[3] البقرۃ189:2۔

Al-Baqarah, 2:189

[4] مسلم بن الحجاج القشیری، الامام، **الجامع الصحیح**، (بیروت، دار احیاء التراث العربی، س ون)، 1086:2۔

Muslim ibn Ḥajjāj, *al-Jāmi’ al-Ṣaḥīḥ,* (Beirut, Dār Iḥyā’ al-Turāth al-Arabi, n.d), 2:1086

[5] مسلم بن الحجاج، **الجامع الصحیح**، 2: 1090۔

Muslim ibn Ḥajjāj, *al-Jāmi’ al-Ṣaḥīḥ*, 2:1090

[6] ابو عبداللہ الحاکم، محمد بن عبداللہ، الامام، **المستدرک علی الصحیحین**، (بیروت، دارالکتب العلمیۃ، سن اشاعت1990ء)، 1: 567۔

Abu Abdullah Ḥākim, Muḥammad, al-Imām, *al-Mustadrak ala al-Ṣaḥīḥayn*, (Beirūt, Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1990AD), 1:567

[7] النسائی، ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی، الامام، **السنن الصغری**، (حلب، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، سن اشاعت1986)، 6: 114۔

Al-Nisā’i, abu Abdul Rehman, al-Imām, *al-Sunan al-Ṣughrā*, (Ḥalab, Maktabah al-Maṭbū’āt al-Islamiyyah, 1986AD), 6:114

[8] البخاری، محمد بن اسماعیل، الامام، **الجامع الصحیح**، (بیروت، دار طوق النجاۃ، سن اشاعت 2001ء)، 1:7، رقم الحدیث3۔

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā’īl, *al-Jāmi’ al-Ṣaḥīḥ*, (Dar Ṭawq al-Najāh, 2001AD), 1:7, Ḥadīth no. 3

[9] البخاری، **الجامع الصحیح**، 2: 5، رقم الحدیث893۔

Al-Bukhārī, , *al-Jāmi’ al-Ṣaḥīḥ*, 2:5, Ḥadīth no. 893

[9] مسلم بن الحجاج، **الجامع الصحیح**، 2: 1086۔

Muslim ibn Ḥajjāj, *al-Jāmi’ al-Ṣaḥīḥ*, 2:1086

[9] البخاری، **الجامع الصحیح**، 2: 100، رقم الحدیث1385۔

Al-Bukhārī, , *al-Jāmi’ al-Ṣaḥīḥ*, 2:100, Ḥadīth no. 1385

[11] ام فریحہ، **نیک ماوں کا مثالی کردار**، (لاہور، ادارہ مطبوعاتِ خواتین، س ن،) ص91۔

Umm Farīḥa, *Nayk Māoun kā Misālī Kirdār*, (Lahore, Idārah Maṭbu’āt Khawātīn, n.d.), pg. 91

[12] ام فریحہ، **نیک ماوں کا مثالی کردار**، ص72۔

Umm Farīḥa, *Nayk Māoun kā Misālī Kirdār*, pg. 72

[12] احمد بن حنبل، الامام، **المسند**، (بیروت، موسسۃ الرسالۃ، سن اشاعت 2001ء)، 14: 142۔

Aḥmad ibn Ḥanbal, al-Imām, *al-Musnad*,(Beirūt, Mu’assisah al-Risālah, 2001AD), 14:142